

6551- جماعت کب مل سکتی ہے، اور جب امام نماز میں جلدی کرے تو کیا حکم ہو گا؟

سوال

نماز بجماعت میں مجھے ایک مشکل پیش ہے گزارش ہے کہ مجھے اس کے متعلق معلومات فراہم کریں، وہ مشکل درج ذیل ہے:

1- جب میں آخری تشدید میں جماعت کے ساتھ ملوں تو کیا میں جماعت کو پالوں کا یا نہیں؟

2- اگر میں امام کی تیزی کی بنا پر، یا سکوت کافی نہ ہونے کی بنا پر ایک بار بھی نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھ سکوں تو کیا مجھ پر کچھ لازم آتا ہے؟

3- جب میں مسجد میں جاؤں اور نماز کھڑی ہو تو کیا میں نماز کی اقامت کے وقت نماز کے ساتھ ملوں یا کہ امام کے رکوع کے وقت؟

پسندیدہ جواب

1- صحیح یہ ہے کہ نماز بجماعت اس وقت تک نہیں پائی جا سکتی جب تک کہ امام کے ساتھ ایک رکعت نہ پڑھی جائے، صرف تشدید یا رکوع کے بعد تشدید سے قبل ملنے سے جماعت پالینا شمار نہیں ہوتا۔

اگر آپ صرف تشدید ہی پا سکیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو صبر اور اجر و ثواب سے نوازے، اس کی دلیل یہ ہے کہ:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی"

صحیح بخاری کتاب الموقیت باب من ادرک من الصلاة رکعت حدیث نمبر (580) صحیح مسلم کتاب المساجد حدیث نمبر (607)۔

یہ اہل علم محققین کا ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے، اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسے اختیار کیا ہے اور دلیل بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔

2- قرأت فاتحہ کے متعلق گزارش ہے کہ یہ نماز کے اہم ارکان میں سے ایک عظیم رکن ہے، اس کے بغیر نماز بھی نہیں ہوتی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز بھی نہیں"

لیکن اگر نمازی امام کے ساتھ نماز ادا کرے اور امام کے ساتھ رکوع میں ملے اور سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر رکوع کر لے تو (بعض کے نزدیک) اس کی نماز صحیح ہے، اور اس حالت میں امام کی قرأت مقتدری کے لیے ہوگی اس کی دلیل ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشور حدیث ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا:

"اللہ تعالیٰ تیری حرص اور زیادہ کرے آئندہ ایسا نہ کرنا"

اور اگر جیسا کہ آپ کہ رہے ہیں امام تیزی کے ساتھ نماز پڑھائے، اور اس کی تیزی واضح ہو جو نماز میں اطمنان جیسے رکن میں مغل ہو رہی ہو (جیسا کہ بعض خفی نماز ادا کرتے ہیں) تو اس کے پیچے نماز ادا کرنا صحیح نہیں، کیونکہ وہ نماز پڑھانے کا اہل ہی نہیں، اور اس لیے بھی کہ نماز کے ارکان میں سے ایک رکن اطمنان مفتود ہے، اور پھر یہ اطمنان ہر رکن میں ہونا ضروری ہے، اس کی دلیل وہ مشور حدیث ہے جو مسیحی الصلاۃ کے نام سے پہچانی جاتی ہے۔

لیکن اگر امام کی تیزی نبی ہو یعنی وہ وہ اطمنان کے واجب کا خیال رکھے تو اس طرح کے امام کے پیچے عادتاً سورۃ فاتحہ پڑھنا ممکن ہے، اگرچہ آپ قرأت میں کچھ تیزی کریں اور حدر کے ساتھ پڑھ لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

لیکن اگر آپ کسی اور سبب کی بنابر سورة فاتحہ نہ پڑھ سکیں، مثلاً بھول کر یا غلطی سے یا آپ سبوق ہوں تو آپ پر کوئی حرج نہیں اور آپ کی نماز صحیح ہے، اور امام کی قرأت آپ کے لیے قرأت شمار ہوگی۔

3- مسلمان شخص پر واجب ہے کہ وہ اذان سنتے ہی فوراً نماز کے لیے جائے، اور مومنوں کی صفات بھی یہی ہے کہ ان کے دل مساجد کے ساتھ ہی معلن رہتے ہیں، اور نماز کے لیے جانے میں اتنی تاخیر کرنا کہ اقامت ہو جائے یہ کمزور ایمان، اور بندے کی خیر و اطاعت میں قلت رغبت کی نشانی ہے، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے کسی کام میں مشغول تھے کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں نماز کا کہا تو آپ گھبرا کر جلد نماز کی طرف چل نکلے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کرتے تھے:

"اے بلال ہمیں اس نماز کے ساتھ راحت پہچاؤ"

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

"میری آنکھوں کی ٹھنڈی نماز میں رکھی گئی ہے"

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی معاملہ درپیش ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر نماز ادا کرنے لگتے۔

لیکن جو شخص نماز سے سستی و کابلی کرتا، اور مسجد میں اقامت سے پہلے جاتا ہی نہیں، یا پھر وہ دوران نماز یا تشہد کے وقت مسجد پہچاہے اسے اپنا محاسبہ کرتے ہوئے سوچا چاہیے، کیونکہ قبر میں مومن شخص کو اس کے اعمال صاحب یہ کہیں گے:

"اللہ کی قسم میں نے تو تجھے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سریع اور اس کی نافرمانی میں بہت سست پایا ہے"

اور منافق یا فاسد کو اس کا عمل یہ کہے گا:

"اللہ کی قسم میں نے تو تجھے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سست، اور اس کی نافرمانی میں بہت تیز پایا"

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے، یہ حدیث صحیح ہے، علامہ ابیانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "احکام الجناز" میں صحیح کیا اور اس کے طرق ذکر کیے ہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے منافقوں کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

۔(اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی و کاملی کے ساتھ)۔

لہذا بندے کو اس معاملہ کی سنگینی اور نظرہ سے اجتناب کرنا چاہیے اور اسی طرح مسلمان عورت کو بھی نماز میں اتنی دیر کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے کہ اس کا وقت نکلنے کے قریب ہو اور تنگ ہو جائے، اور آخترت کے زادراہ کو جھوڑ کر دنیاوی کاموں میں مشغول رہے ...

جس شخص نے نماز بروقت اور باجماعت مسجد میں ادا کرنے کی عادت بنالی اور اس کی مخالفت کی اور اس کے ساتھ معلق رہا تو یہ اس کی ایسی عادت بن جائیگی جو ان شاء اللہ اس سے جدا نہیں ہوگی۔

اور جس نے اس کا تجربہ کیا وہ اس کی عظیم لذت اور اطمینان و سکون اور راحب قلب جان لے گا، اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے کے وقت خشوع و خنوع کو یاد رکھے گا۔ اور یہ بندے پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ مکمل سال گرجائے لیکن بغیر کسی شرعی عذر کے اس کا کوئی فرض جماعت کے ساتھ نہ رہا ہو، اور جب ایک چا اور پکا مومن جب کسی روز نماز سے سویا رہے یا پھر کسی دنیاوی کام کی بنی پر نماز سے لیٹ ہو جائے تو اسے غم و پریشانی اور عظیم کرب لاجح ہوتا ہے، اور یہ دنیاوی معاملات سب کے سب خیر اور ختم ہونے والے ہیں، اور یہ بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی اطاعت اور اس پر استقامت پر ثابت قدم رہنے کے لیے اس کی توفیق ہے۔

جب نماز کی اقامت ہو جائے تو نماز کے ساتھ ملنا واجب ہے، چاہے فرکی نماز ہی ہو، اگرچہ امام اس میں لمبی قرأت ہی کیوں نہ کرے، اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے :

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب نماز کی اقامت ہو جائے تو فرضی نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی"

صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرين حدیث نمبر (710)۔

یہاں نفی صحت کے لیے ہے، یعنی جب نماز کی اقامت ہو جائے تو کوئی نماز صحیح نہیں۔

اسی طرح اگر کوئی شخص نفل یا سنت ادا کر رہا ہو اور نماز کھڑی ہو جائے تو اس پر نماز توڑنا واجب ہے اگرچا ہے تو وہ بعد میں اس کی قفناہ کر لے، اور اگر وہ اقامت کے بعد اپنی نماز پوری کرتا ہے تو اس کی نماز صحیح نہیں بلکہ باطل ہوگی۔

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اگر وہ سنت یا نفل کی آخری رکعت میں ہو اور اسے یہ علم ہو کہ تکبیر تحریہ کے ساتھ مل جائیگا تو وہ اسے مکمل کر لے، کیونکہ شارع کا مقصد امام کے ساتھ نماز میں جملہ کا ہے۔

واللہ اعلم۔